نوحہ

قید خانے میں جو شبیرؑ کے سر کو بھیجا
تھی فضاؤں میں بلند ایک صدائے گریہ
ایک بچی نے سرِ شاہؑ کو سینے پہ رکھا
اور لپٹا کے سرِ شہؑ سے سکینہؑ نے کہا
نہ یہاں ماں نہ پھپھی ہے نہ ہی بھائی بابا
قید سے مجھ کو ملی ہے نہ رہائی بابا

ہائے زنداں کی گھٹن اور اندھیرا بابا
آج بھی قید میں رہتی ہے سکینہؑ بابا

آپ کے بعد پدر شمرِ لعیں نے میرے
سامنے غازیؑ کے اس طرح طمانچے مارے
رنگ بدلتا رہا رخسارِ سکینہؑ بابا

ہائے بازار میں درّوں کی اذیت سہتے
جب ستمگار مجھے آ کے چبھاتے نیزے
میں نے ہر بار چچا جان پکارا بابا

بھیا عابدؑ بھی سِرہانے تھے مرے باقرؑ بھی
ریت پر گِر گئی میں آپ میں سنبھل بھی نہ سکی
جس گھڑی شمر نے مارا تھا طمانچہ بابا

کبھی دروں کبھی پتھر سے مجھے مارا گیا
میرے زخموں سے کسی طور لہو رک نہ سکا
اب بھی زخموں میں ہے پیوست یہ کُرتا بابا

اِسی تنہائی میں دن رات گزرتے ہیں میرے
کتنی صدیوں سے نہیں دیکھے اُجالے میں نے
کیوں سکینہؑ سے یہ روٹھا ہے اُجالا بابا

تھی فقط چار برس عمر مدینے میں مری
شام و کربل میں مری بابا کمر ٹوٹ گئی
آپ کی یاد نے کر ڈالا ضعیفہ بابا

جس کے چہرے پہ کبھی دھوپ نہ پڑنے دیتے
جس کے قدموں کو زمیں پر نہیں رکھنے دیتے
آج ہے خاک پہ وہ تیرا صحیفہ بابا

آج بھی عاصمؔ و رضوان یہ آتی ہے صدا
مجھ سے ملنے علی اصغرؑ کو نہ لے کر آنا
بھائی چھوٹا ہے یہاں پر ہے اندھیرا بابا

شاعرِ اہلِ بیتؑ عاصم زیدیؔ